مولانا محمد حنیف جالندھری*

مدارس کے بارے میں اعلیٰ سطحی اجلاس

7 ستمبر بروز پیر وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں دینی مدارس کے بارے میں ایک اہم ،منفرد اورتاریخی اجلاس ہوا۔اس اجلاس اوراس میں ہونے والے فیصلوں کے بارے میں اندرون وبیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں غیر معمولی دلچسپی دیکھنے میں آئی۔

آج کے اخبارات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اجلاس کے بارے میں کیا کچھ گھڑا اور چھاپا گیااور کتنی ہی ایسی چیزیں رپورٹ ہوئیں جن کا اجلاس میں سرے سے تذکرہ تک نہیں ہوا۔مثال کے طور پراس بات کی رپورٹنگ کی گئی کہ مدارس کا نصاب تبدیل کیا جائے گا اور مدارس میں اے لیول اور او لیول کی تعلیم لازمی طور پر دی جائے گی یادرہے کہ مدارس عصری تعلیم کو نصاب میں شامل کرنے سے انکاری نہیں لیکن اس طرح کی کوئی بات اجلاس میں سرے سے ہوئی ہی نہیں ۔اسی طرح کسی کو بلاوجہ کافر کہنے،قتل پر اکسانے اور شرانگیز تقاریر وغیرہ سب قابل مذمت ہیں لیکن اجلاس میں ان کا اس طرح ذکرنہیں آیا جس طرح اخبارات اور میڈیا میں رپورٹ ہوا ہے ۔اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ مدارس کے لین دین کے تمام معاملات آئندہ بینکوں کے ذریعے ہوں گے حالانکہ صرف یہ ذکر آیا کہ بعض علاقوں میں بینک جملہ ضروری دستاویزات جمع کروانے کے باوجود مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے میں لیت ولعل سے کام لیتے ہیں ، تنگ کرتے ہیں اور بلاجواز رکاوٹ ڈالتے ہیں ۔اسی طرح یہ بات چھپی کہ بیرونی امداد کے لیے قانون سازی ہوگی اجلاس میں اس بات کا ذکر تک نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ مدارس کسی قسم کی بیرونی امداد لیتے ہی نہیں، س لیے اگر حکومت اس بارے میں قانون سازی کرے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا تاہم حکومت قانون سازی سب کے لیے یکساں طور پر کرے وہ قانون سازی مدارس کے بارے میں امتیازی نہ ہو۔ان چند مثالوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح اپنی خواہش کو خبر بنا کر پیش کیا جاتا ہےاور کس طرح ''میز کہانیاں'' تخلیق کر کے معاملات کو بگاڑا جاتا ہے ۔ایسا پہلی دفعہ نہیں ہوا بلکہ جب بھی معاملات صحیح رخ پر چلنے لگتے ہیں، پاکستان کے بہتر مستقبل کے کسی سفر کا آغاز ہوتا ہے،کوئی کامیاب اجلاس ہوتا ہے تو کئی منفی قوتیں اور سازشی عناصر کامیاب اجلاس کو ناکام بنانے کی کوشش میں جُت جاتے ہیں اس لیے حکومت اور ارباب

* جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدارس کو ایسے عناصر پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

بہرحال یہ اجلاس پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم اور منفرد اجلاس تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومتی اور عسکری قیادت نے کھلے دل سے مدارس سے متعلق جملہ امور کو سنا، پانچوں وفاقوں اور تمام مکاتب فکر کے قائدین نے کھل کر دینی مدارس کے بارے میں جملہ امور پر اظہارِ خیال کیا۔ اجلاس انتہائی خوشگوار اور افہام وتفہیم کے ماحول میں ہوا۔ اجلاس کے بعد دونوں طرف کے ذمہ داران نے انتہائی تسلی اور اعتماد واطمینان کا اظہار کیا، بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ اجلاس میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان اختر، وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر تعلیم میاں بلیغ الرحمٰن شریک ہوئے جبکہ دینی مدارس کی طرف سے راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر، مولانا عبدالمالک، علامہ ریاض حسین نقوی، مولانا ڈاکٹر یاسین ظفر، صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور علامہ محمد نجفی شریک ہوئے۔

اجلاس کے موقع پر اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ وطنِ عزیز پاکستان کے استحکام کے لیے، پاکستان میں امن وامان کے قیام کے لیے، پاکستان سے دہشت گردی، انتہاپسندی اور تشدد کے خاتمے کے لیے حکومتی، عسکری اور دینی قیادت مل کر کردار ادا کرے گی۔ اس موقع پر اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لیے کسی قسم کی سیاسی وابستگی، کسی قسم کی مفاد پرستی یا دباؤ کو آڑے نہیں آنے دیا جائے گا، اسی طرح یہ بھی طے پایا کہ مدارس کے بارے میں جملہ امور بات چیت اور افہام وتفہیم سے طے کیے جائیں گے اور مدارس دینیہ، حکومتی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین رابطوں کو مزید بڑھایا جائے گا۔ دینی مدارس سے متعلقہ جملہ طے شدہ معاہدوں پر عملدرآمد کے لیے چودھری نثار علی خان کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اس اہم ترین اجلاس کے انعقاد کے لیے سب سے اہم اور فعال کردار وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان کی ذاتی دلچسپی اور سنجیدگی کا تھا جس پر وہ بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اجلاس کے آغاز میں وفاقی وزیر داخلہ نے اجلاس کے انعقاد کا پس منظر، اس کے مقاصد اور ایجنڈے کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ اس کے بعد اجلاس میں درج ذیل امور زیرِ غور آئے۔

اجلاس کی ابتداء میں شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے کہا کہ دہشت گردی کے ساتھ مدرسہ کا تذکرہ کرنا، ہر دہشت گردی کے واقعہ کے بعد دینی مدارس کو ہدف بنا لینا انتہائی افسوسناک امر ہے۔

خاص طور پر نیشنل ایکشن پلان جو بنیادی طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اس میں مدارس کے تذکرے نے دینی مدارس کے بارے میں عمومی تاثر پر بہت منفی اثرات مرتب کیے۔ دہشت گردی کے ساتھ مدارس کے تذکرے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے مدارس سے ملتے ہیں اور دینی مدارس دہشت گردی کا منبع ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔اس پر تمام حکومتی اور عسکری ذمہ داران نے فرداً فرداً کہا کہ ہم دینی مدارس کے کردار وخدمات کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دینی مدارس کو اپنا ملی اثاثہ اور قومی سرمایہ تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔اس موقع پر یہ بات بھی آئی کہ جس طرح نیشنل ایکشن پلان میں دینی مدارس کا تذکرہ بے محل ہوا اس سے کہیں بڑھ کر اکیسویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ نتھی کر کے اس قانون کو امتیازی اور متنازعہ بنایا گیا۔ہماری نظر میں دہشت گردی کو مذہب سے نتھی کرنا ناانصافی ہے دہشتگردی دہشتگردی ہے وہ لسانی ،علاقائی یا سیاسی کسی بھی بنیاد پر ہو اس کی روک تھام ہونی چاہیے اس لیے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ اکیسویں ترمیم کے بعد بائیسویں ترمیم لا کر اس تاریخی غلطی کا ازالہ کیا جائے۔اس پر اصولی اتفاق کیا گیا لیکن اس پر عملدرآمد کا جائزہ بعد میں لیا جائے گا۔

چونکہ راقم الحروف کو مدارس کا مقدمہ اور مسائل پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اس لیے میں نے دینی مدارس سے متعلقہ معاملات کو ترتیب وار پیش کیا اور اجلاس کو بتایا کہ

☆ دینی مدارس کے بارے میں اس وقت عمومی تاثر یہ ہے کہ مدارس رجسٹریشن سے انکاری ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا لیکن رجسٹریشن کے عمل کی پیچیدگی اور حکومتی اہلکاروں کا طرز عمل رجسٹریشن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور حال ہی میں جو پیچیدہ اور طویل رجسٹریشن فارم تیار کیا گیا وہ بھی رجسٹریشن کے عمل کو مزید پیچیدہ بنانے کا باعث ہے۔اس لیے یہ بات طے کی گئی کہ مدارس کی رجسٹریشن کا عمل سہل اور آسان بنایا جائے گا۔2005ء کے معاہدے اور طریقہ کار کی روشنی میں رجسٹریشن کا طریقہ کار اور رجسٹریشن فارم تیار کیا جائے گا۔

☆......دینی مدارس کے کوائف کے بارے میں اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس حکومتی اداروں کو کوائف فراہم کرنے سے نہ تو انکاری ہیں اور نہ ہی کبھی بھی لیت ولعل سے کام لیتے ہیں لیکن کوائف طلبی کا طریقہ کار انتہائی افسوسناک اور توہین آمیز ہے۔اس وقت ملک بھر میں بیسیوں قسم کے سروے فارم گردش کر رہے ہیں۔ہر ایس ایچ او اور ڈی پی او نے اپنا الگ فارم تیار کر رکھا ہے،بعض جگہوں پر مدارس کے اساتذہ وطلباء کی بہنوں اور بیٹیوں کے نام اور فون نمبر تک طلب کیے گئے'' اس بات پر چیف آف آرمی اسٹاف نے برہمی کا

اظہار کیا اور اپنے اسٹاف کو ہدایات جاری کیں کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ اس قسم کی نادانی کا مظاہرہ کس کی طرف سے اور کیوں کیا گیا؟'' اسی طرح کوائف کے معاملے میں سب سے ناقابل فہم عمل یہ ہے کہ ہر دوسرے دن کسی الگ ادارے کے اہلکار کوائف کے حصول کے لیے دینی مدارس میں آتے ہیں اور مدارس کی انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں'' اس لیے اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ کوائف کے لیے ایک ہی ڈیٹا فارم تیار کیا جائے گا اور سال میں ایک یا دو دفعہ کوائف حاصل کر لیے جائیں گے اور بار بار مدارس کو پریشان نہیں کیا جائے گا بلکہ جس ادارے کو مدارس کے کوائف مطلوب ہوں گے وہ براہِ راست اہل مدارس کو پریشان کرنے کی بجائے متعلقہ ادارے سے رجوع کرے گا۔

☆......اس موقع پر دینی مدارس کے خلاف جاری کریک ڈاؤن، چھاپوں اور مدارس کے طلباء کو ہراساں کرنے کے حوالے سے صورت حال سے اجلاس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔شرکاءِ اجلاس کو بتایا کہ کس طرح رات کی تاریکی میں مدارس پر لشکر کشی کی جاتی ہے، بیسیوں گاڑیوں اور سینکڑوں اہلکاروں کے ساتھ مدارس پر اس طرح یلغار ہوتی ہے جیسے شاید کشمیر میں انڈین آرمی کی طرف سے بھی نہ ہوتی ہو۔مدارس کے کمسن بچے سہم جاتے ہیں، اساتذہ کی اپنے طلباء کے سامنے بے توقیری کی جاتی ہے، مدارس کی اپنے علاقے میں جو ساکھ ہوتی ہے اسے لمحوں میں تہس نہس کر دیا جاتا ہے۔گزشتہ دس ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے اور شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ ایسا ہو جس پر چھاپہ نہ مارا گیا ہو ان مدارس سے نہ کوئی مشکوک شخص برآمد ہوا اور نہ ہی کسی قسم کا اسلحہ یا کوئی اور ممنوعہ چیز پکڑی گئی لیکن اس کے باوجود چھاپے مارے جارہے ہیں اس بارے میں پہلے سے یہ بات طے چلی آرہی ہے کہ مدارس کے بارے میں اگر ٹھوس ثبوت ہوں گے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر ان کے خلاف کاروائی کی جائیگی لیکن اب ثبوت تو کجا بلاجواز چھاپے مارے جارہے ہیں، جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں، علماءِ کرام کے نام فورتھ شیڈول میں ڈال دیئے جاتے ہیں اس کی فوری تلافی ہونی چاہیے۔خاص طور پر بعض مقامی پولیس اہلکار مسلکی یا ذاتی تعصب یا شخصی مفاد کی بنیاد پر کارروائیاں کرتے ہیں انکی روک تھام کی جانی چاہیے۔اس پر فیصلہ ہوا کہ آئندہ کسی مدرسہ پر بلاجواز چھاپہ نہیں مارا جائے گا اگر کسی ادارے کے خلاف ٹھوس ثبوت ہوئے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔اسی طرح ایسے مدارس جن پر بلاجواز چھاپے مارے گئے یا جن علماء کرام کو بلاوجہ گرفتار کیا گیا۔جن کے نام کسی عناد کی وجہ سے فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے ان معاملات کا کیس ٹو کیس جائزہ لیا جائے گا اور کسی قسم کی زیادتی کے مرتکب اہلکاروں اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائیگی

☆......یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ مدارس کے بارے میں امتیازی طور پر بار بار اصلاحات اور ریفارمز کی بات

کی جاتی ہے حالانکہ ہمارے ہاں تو ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات کی ضرورت ہے اس لیے صرف مدارس کو ہدف بنانا درست نہیں۔ اس پر اجلاس میں شریک ایک اہم ذمہ دار کی تجویز پر یہ طے پایا کہ مدرسہ ریفارمز کے بجائے ایجوکیشن ریفارمز کی بات کی جائے گی اور عمومی طور پر ایجوکیشن ریفارمز پر کام کیا جائے گا۔

☆......اجلاس کے دوران دینی مدارس کے تعلیمی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ ہم نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس کے بارے میں یہ جو تاثر کہ مدارس میں عصری تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں اور مدارس عصری مضامین کی تعلیم وتدریس کی مخالفت کرتے ہیں یہ تاثر بالکل درست نہیں مدارس نے از خود عصری تعلیم کو شامل نصاب کر رکھا ہے۔ دینی مدارس اگرچہ بنیادی طور پر دینی تعلیم کے ادارے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک حد تک عصری مضامین کو ہم دینی ضرورت سمجھتے ہیں البتہ ہمیں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ طلباء کا امتحان کیسے دلوایا جائے اور ہماری اسناد کی حیثیت کیا ہو؟ اس سے بھی زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ہماری عالیہ کی سند کو تو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے لیکن تحتانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے برابر تسلیم نہیں کیا گیا اس حوالے سے 2010ء میں اس وقت کی حکومت سے ہمارا یہ معاہدہ طے پا گیا تھا کہ دینی مدارس کی پانچوں نمائندہ تنظیمات کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے گا لیکن تاحال اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہم نے یہ بھی تجویز کیا کہ اگر پانچوں وفاقوں کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دینا ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو کر لیا جائے کہ جس طرح مدارس کی عالیہ کی سند ایم اے کے مساوی ہے اسی طرح تحتانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے مساوی تسلیم کیا جائے۔ اس پر وزیر تعلیم میاں بلیغ الرحمٰن کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل پائی جو مدارس کو خود مختار امتحانی بورڈ یا مدارس کی اسناد کی مساوی حیثیت اور اس سے متعلق دیگر امور اور جملہ تجاویز کا جائزہ لے کر اپنی تجاویز پیش کرے گی بعد ازاں اس حوالے سے مزید پیش رفت ہوگی۔

اسی طرح غیر ملکی طلباء کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ دینی مدارس میں اس وقت اگرچہ غیر ملکی طلبہ بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لیکن انہیں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے ان کے ویزوں میں توسیع نہیں کی جاتی، حالانکہ انہوں نے قانون کے مطابق درخواستیں جمع کروا رکھی ہیں لیکن انہیں بلاوجہ پریشان کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اداروں کی انتظامیہ سے کہا جاتا ہے کہ انہیں ڈی پورٹ کر دیا جائے گا ان کے بارے میں ہماری درخواست یہ ہے کہ ان کے ویزوں میں توسیع کی جائے اور انہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے دی جائے۔ اسی طرح دنیا بھر کے ایسے طلباء جو پاکستان دینی تعلیم کے حصول کے لیے آنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہم نے ان کے لیے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں اور انہیں

انڈیا سمیت دیگر ممالک اپنے ویزے دے کر پاکستان کی بدنامی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں تو اس بات کو اپنا اعزاز سمجھنا چاہیے کہ دنیا بھر سے محض دینی تعلیم کے لیے تشنگان علوم پاکستان کا رخ کرتے ہیں ورنہ تو پاکستانی طلباء غیر ملکی یونیورسٹیز میں ڈگریوں اور عصری تعلیم کے حصول کے لیے جاتے ہیں لیکن کوئی غیر ملکی طالبعلم ہماری یونیورسٹیز کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔

اسی طرح شرکاء اجلاس کی توجہ مدارس کے بینک اکاؤنٹس کی طرف بھی مبذول کروائی گئی کہ مدارس کے نئے اکاونٹ کھلوانے کے حوالے سے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تدارک کیا جائے اور مدارس کی قیادت کی گورنر اسٹیٹ بینک سے ملاقات کروا کر مدارس کے اکاؤنٹس کھولنے کا طریقہ کار، مطلوبہ دستاویزات اور ٹائم فریم طے کیا جائے تاکہ مدارس کا بروقت آڈٹ بھی ہو سکے اور مدارس بارے پروپیگنڈہ بھی بند ہو۔ ــــ علامہ پروفیسر ساجد میر نے بطور خاص اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہمارے ہاں جو لوگوں کو بلاجواز لاپتہ کر دیا جاتا ہے یہ پاکستان کی بدنامی اور ان کے خاندانوں کے لیے اذیت کا باعث ہے اس لیے تفتیش کو مہینوں اور سالوں تک نہ پھیلایا جائے بلکہ فی الفور تفتیش مکمل کر کے ان کے خلاف قانونی اور عدالتی کارروائی کی جائے۔ ــــ مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ نکتہ اٹھایا کہ دینی قیادت کی میڈیا مالکان سے جلد از جلد ایک ملاقات کروائی جائے۔ جس میں یہ بات طے کی جائے کہ میڈیا پر مذہب کے بارے میں کیا بات زیر بحث لانی ہے اور کیا نہیں لانی؟ اور اسی طرح ہماری مذہبی اور اسلامی روایات کا کس قدر پاس رکھنے کی ضرورت ہے؟ مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم سے گلہ کیا کہ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کا مدارس بارے جو بیان سامنے آیا اس پر ہمیں دلی دکھ ہوا اور اس سے زیادہ اس بات کا افسوس ہوا کہ وزیر اعظم نے اس بیان اور اس پر آنے والے شدید ردعمل کا نوٹس نہیں لیا اس پر وفاقی وزیر داخلہ نے کہا کہ اس بیان کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے اس لیے ہم اس پر معذرت کرتے ہیں۔

آخر میں ہم سب نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حکومت آج کے اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائے کیوں کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ عملدرآمد کا ہے۔ اسی طرح دونوں طرف سے ان خواہشات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ پاکستان کے مفاد کے لیے ہمیں مل جل کر کوشش کرنا ہوگی اور پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنانا ہوگا خاص طور پر ان قوتوں کو ناکام بنانا ہوگا جو کبھی لسانیت، کبھی سیاست اور کبھی مذہب کی آڑ لے کر پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

دینی مدارس کے بارے میں ہونے والا یہ اجلاس انتہائی مفید، موثر، مثبت اور نتیجہ خیز رہا اللہ کرے کہ اس سے وابستہ امیدیں حقیقت میں تبدیل ہوں۔ اور فیصلوں پر خلوص نیت کے ساتھ فوری عمل ہو۔